حکمتِ سیّد مودودیؒ

مولانا کا تعلیمی و تربیتی تصوّر

(اخذ و اقتباس از محمد یوسف صاحب انچارج لائبریری ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور)

ذیل میں اگست ۱۹۴۲ء کے ماہنامہ دارالاسلام سے مولینا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی ایک تحریر پیش کی جا رہی ہے جس میں ان کے بالکل ابتدائی تعلیمی تصوّر کا پورا عکس موجود ہے۔ اس تحریر کے سامنے مناسب معلوم ہوا کہ ماہنامہ دارالاسلام کے پرنٹر پبلشر جناب چوہدری نیاز علی خاں کی وہ سطور بھی شائع کر دی جائیں جو اس کی تمہید بھی ہیں اور اس سے تعلق بھی رکھتی ہیں۔ یہ اس موقع کی بات ہے جب کہ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ نے دوسری بار دارالاسلام کی بستی کو کام کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا۔

مولینا کی اسکیم کو پڑھ کر کئی ناواقف حال لوگوں کو خیال ہو سکتا ہے کہ اس تعلیمی اسکیم کا کیا بنا، سو حالات کے ردّ و بدل نے اس میں جو حالات پیدا کیے ان کا ذکر کیے بغیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسکیم کے کئی مختلف تجربات شروع ہوتے، مثلاً ایک منصورہ (حیدر آباد) میں، ایک جامع العلوم ملتان میں، اسی طرح صوبہ سرحد میں، مگر آج سیّد مودودی انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کے ایک دلچسپ اور شاندار تجربے کے آغاز کو ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ ادارہ غیر پاکستانی مسلم نوجوانوں کے لیے ہے جس میں تھائی لینڈ، کوریا، افریقہ، ایران، افغانستان اور بعض دیگر خطوں کے طلبہ دین برحق کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ باہر سے یہاں آنے کے لیے درخواستوں کی بھرمار ہے، مگر اتنا روپیہ کہاں سے آئے؟ ہاں خدا کے خزائن کے بل پر جس طرح کام چل رہا ہے، آئندہ بھی چلے گا اور

وہ اپنے ایسے ذی حیثیت بندوں کو مامور کر سکتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس میں حصہ لیں۔
(نہ ۔ ص ۔)

معروضات

دارالاسلام کا دورِ جدید عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ حضرت علامہ سر محمد اقبالؒ کے اشارے پر ان کے خیالاتِ عالیہ کی تعبیر کے لیے اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کی ادارت کے لیے علامہ مرحوم کی نگاہ دوررس نے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو تلاش کر کے حیدرآباد سے یہاں آنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ مولانا موصوف نے یہاں تشریف لا کر اس ادارہ کے مقاصد کا ایک خاکہ اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" میں اوائل ۳۸ء میں شائع فرمایا۔ اس ادارہ کے انتظام کے لیے ایک انجمن بنام دارالاسلام ٹرسٹ قائم ہوئی اور قانون رائج الوقت کی رو سے بہترین قانونی استحکام حاصل کرنے کے لیے اس انجمن کی زیر ایکٹ ۲۱ ۱۸۶۰ء رجسٹری کرائی گئی جس میں اس انجمن کے مقاصد حسب ذیل درج ہوئے۔

ا ۔۔۔ ادارہ دارالاسلام کا انتظام کرنا جو جمال پور ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ جو اس مقصد کے لیے قائم کیا گیا ہے کہ وہاں سے تمام جائز ذرائع سے اسلامی مذہب، تہذیب اور تاریخ کی تشریح اور نشر و اشاعت کی جائے۔

ب ۔۔۔ اس جائیداد کا انتظام کرنا اور اس کو ترقی دینا جو مذکورہ ادارہ کے مفاد کے لیے خان صاحب چوہدری نیاز علی خاں نے وقف کی ہے نیز اس تمام جائیداد۔ سرمایہ اور آمدنی کا اہتمام کرنا جو ادارہ دارالاسلام کے لیے بصورت وقف یا کسی دوسری صورت سے حاصل ہو۔

بعض مصالح کی بنا پر مولانا مودودی صاحب شروع ۳۹ء میں لاہور منتقل ہو گئے تھے۔ اور وہاں فرائض دعوت و ارشاد سرانجام دیتے رہے۔ مگر اب پھر اپنے مقاصد کے پیش نظر وہ یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ اور اپنی جماعتِ اسلامی کے پروگرام کو عمل میں لائیں گے جس کی تشریح اُن کے اعلان مندرجہ تحت میں کی گئی ہے۔ دارالاسلام ٹرسٹ اپنے فرائض عمومی کی بجا آوری کے علاوہ جہاں تک اس کے مقاصد کا تقاضا ہے، اپنے تعلیمی و تبلیغی فرائض جماعت اسلامی کے اشتراک سے سرانجام دے گا۔ جماعت اسلامی کے مخصوص وظائف اور اعمال کا انصرام کلیۃً اس جماعت

کے اپنے ہاتھ میں ہوگا۔

امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس انتظام کا نہایت خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کریں گے۔ اور ہماری جد و جہد میں بیش از بیش عملی حصہ لیں گے۔ خدا کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اب دارالاسلام اپنے ان بلند مقاصد پر جلد پہنچ جائے گا، جو علامہ مرحوم و مغفور کے خیال میں تھے۔

اعلان منجانب سید مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیرِ جماعتِ اسلامی

قضائے الٰہی ساڑھے تین سال بعد پھر مجھے اُسی بستی میں لے آئی ہے جس کا نام اب سے چار سال قبل تبرکاً و تفاعلاً "دارالاسلام" رکھا گیا تھا۔ ۱۹۳۸ء کا تقریباً یہی زمانہ تھا کہ مجھے بمشکل صرف پانچ آدمیوں کی رفاقت حاصل تھی۔ اللہ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ اب پانچ سو سے زیادہ اشخاص اس کام میں تعاون کرنے کے لیے مجھے میسّر آگئے ہیں، جس کا آغاز میں نے ۱۹۳۸ء میں کیا تھا۔ دارالاسلام کی بستی کی طرف نقل مکان کرتے ہوئے پیش نظر صرف یہ تھا کہ اس جگہ کو عارضی طور پر جماعتِ اسلامی کا مرکز بنایا جائے۔ لیکن اللہ کی عنایت سے اب ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں، جن سے توقع ہے کہ دارالاسلام ٹرسٹ اور جماعتِ اسلامی میں دُوئی باقی نہ رہے گی، بلکہ یہ دونوں چیزیں کنفس واحدۃ ہو جائیں گی۔ اس صورت میں ان شاء اللہ یہ مقام جماعت اسلامی کا مستقل مرکز رہے گا۔

اس وقت یہاں جن تعمیری کاموں کی بنا ہم رکھنا چاہتے ہیں، اُن کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے۔ اِس خاکہ پر عمل درآمد اور اس کی تکمیل بہر حال اس امداد و اعانت پر منحصر ہے، جو ہمارے مقصد سے ہمدردی رکھنے والوں کی طرف سے ہمیں حاصل ہو، مگر کسی انسانی اعانت کا انتظار کیے بغیر محض اللہ کے بھروسے پر ہم نے یہاں اس خاکہ کے ہر شعبہ کی ابتداء کر دی ہے۔ السعی منا والاتمام من اللہ۔

سب سے پہلا کام جو ہم یہاں کرنا چاہتے ہیں ایک درس گاہ و تربیت گاہ کا قیام ہے۔ میں نے اپنے مضمون "نیا نظامِ تعلیم" اور "اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے" میں اس حقیقت

کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ کوئی تحریک جو انسانی زندگی میں ایک مکمل اور حقیقی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہو کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ خود اپنے مزاج اور اپنے مقتضیات کے مطابق انسانوں کو ڈھالنے اور بنانے کے لیے تعلیم و تربیت کا ایک نظام قائم نہ کرے۔ پھر میں پہلے مضمون میں تفصیل کے ساتھ اور دوسرے میں مجملاً یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ہمیں اپنی تحریک کے لیے کس طرح کا نظامِ تعلیم و تربیت درکار ہے۔ اب اُن کہی ہوئی باتوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ صرف یہ بتا دینا کافی ہے کہ جو کچھ اس وقت کہا گیا تھا اب اُسے کرنے کا ارادہ ہے۔ چند رفقاء کے مشورہ سے، جو فنِ تعلیم کو علمی حیثیت سے بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور عملی تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ میں نے اس درس گاہ کا ایک خاکہ مرتب کر لیا ہے اور عملاً اس کی بنا بھی رکھ دی ہے۔ بنیادی اُصول وہی ہیں، جو ان دونوں مضامین میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ عملی تفصیلات ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں بتمام و کمال اسی مرحلہ میں شائع کر دیا جائے۔ تجربہ سے ابھی ان میں بہت کچھ ردّ و بدل ہونا ہے۔ جب ہمارا تجربہ کامیاب ہو جائے گا اور ہم خود اس پر مطمئن ہو جائیں گے۔ تو انشاء اللہ اپنا تعلیمی دستور اور نصاب دونوں شائع کر دیں گے۔ تاہم اس کے سرسری خدوخال یہاں پیش کیے جا سکتے ہیں:-

زمانہ تعلیم کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اساسی، متوسط اور عالی۔

اساسی تعلیم میں ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ہر انسان کو مسلم انسان ہونے کی حیثیت سے دُنیا کا کام چلانے کے لیے لازماً جن معلومات، جن اخلاقی اوصاف، اور جن ذہنی اور عملی استعدادوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب تعلیم و تربیت کے ذریعے سے بچہ کی شخصیت میں جمع کر دی جائیں۔ ہم صرف اس کو کتاب ہی نہیں پڑھائیں گے بلکہ ہمارا اُستاد عملاً اُس کو اپنی معلومات اور اپنی قابلیتوں سے زندگی کے مختلف شعبوں میں کام لینا سکھائے گا۔ اور اُس کو اس قابل بنائے گا کہ اساسی تعلیم کے مرحلہ سے فارغ ہو کر جب وہ نکلے تو ہر شعبہ حیات میں وہ ایک عمدہ ابتدائی کارکن بن سکے۔ اس کی ذہنی اور جسمانی قوتوں میں سے کوئی قوت ایسی نہ ہو جس کا استعمال اسے نہ آتا ہو، اور زندگی کی مختلف راہوں میں سے کوئی راہ ایسی نہ ہو جس پر چلنے کے لیے کم از کم ناگزیر معلومات اس کے پاس نہ ہوں۔ علاوہ بریں ہم اسے اتنی عربی بھی سکھائیں گے کہ وہ قرآن

کا سیدھا سادہ مفہوم خود سمجھ لے۔ نیز تعلیم اور تربیت دونوں کے ذریعے سے ہم اس کو اسلامی طرزِ زندگی کے ضروری آداب و اطوار اور قواعد و قوانین سے بھی نہ صرف آگاہ کر دیں گے، بلکہ عملاً اُن کا خوگر بنا دیں گے۔ یہ تعلیم تمام بچوں کے لیے یکساں ہوگی، کیونکہ ہمارے پیشِ نظر یہ ہے کہ اس مرتبہ کی تعلیم و تربیت ہر بچے کو حاصل ہونی چاہیے، قطع نظر اس سے کہ آگے چل کر اسے دُنیا میں مزدور یا کسان کی حیثیت سے کام کرنا ہے یا وزیر کی حیثیت سے یا پروفیسر کی حیثیت سے۔

متوسط تعلیم میں بچہ کے داخل ہونے کا انحصار اساسی تعلیم کے نتائج پر ہوگا۔ اساسی تعلیم کی انتہا کو پہنچتے پہنچتے ہر بچہ کے متعلق اندازہ کر لیا جائے گا کہ آیا وہ دُنیا کی زندگی میں ابتدائی کارکن کے مرتبہ سے بلند تر خدمت انجام دینے کی قوت رکھتا ہے یا نہیں۔ جن بچوں کے متعلق اُستادوں کا تخمینہ اور آزمائشی امتحانات کا فیصلہ یہ ہوگا کہ وہ ایسی قوت رکھتے ہیں، صرف انھی کو دوسرے مرحلہ تعلیمی میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، اور اس مرحلہ میں ہمارے پیشِ نظر یہ ہوگا کہ بچوں کو ان کاموں کے لیے تیار کیا جائے جن میں جسمانی قوتوں کی بہ نسبت ذہنی قوتوں سے زیادہ کام لینا پڑتا ہے۔ یہاں ہر بچہ کے لیے ان مضامین کا مجموعہ تجویز کیا جائے گا جن کے ساتھ اس کے ذہن کو مناسبت ہوگی۔ جس شعبہ زندگی کے لیے اُسے تیار کرنا ہوگا اُسی سے تعلق رکھنے والے علوم عالیہ کے مبادی اُسے پڑھائے جائیں گے، مگر اس طرح کی ہر دنیوی علم کے اندر دینی نقطہ نظر رُوح کی طرح جاری و ساری ہوگا۔ اور ہر دینی علم کا انطباق دنیوی حالات پر کر کے بتایا جائے گا۔ پھر طالب علم کو اپنے علم سے عملاً کام لینے کی پوری مشق بھی کرائی جائے گی۔ اور تربیت کے ذریعہ سے اس میں ایک سچے مسلمان کی سیرت بھی پیدا کی جائے گی۔

درجہ عالی کی تعلیم بالکل اختصاصی تعلیم ہوگی اور اس میں ہمارے پیشِ نظر ایسے علما اور ماہرین پیدا کرنا ہوگا جو زندگی کے مختلف شعبوں میں قیادت و رہنمائی کے اہل ہوں۔ جن میں یہ قابلیت ہو کہ اسلام کے اُصولوں پر ایک پورے نظامِ تمدن کی تعمیر کر سکیں۔ اور ایک جدید ترین اسٹیٹ کی تنظیم کا بار اُٹھا سکیں۔ اِس کے لیے جس علم، جس قوتِ اجتہاد اور جس متقیانہ سیرت کی ضرورت

ہے وہ ان میں تعلیم و تربیت کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی اور اس درجہ میں صرف وہی طلبہ لیے جائیں گے جن کے متعلق متوسط تعلیم کے نتائج سے یہ اطمینان ہو جائے گا کہ وہ اپنی ذہنی و اخلاقی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس کے اہل ہیں۔

علمی تحقیق کا شعبہ دراصل ہماری تحریک کا دل اور دماغ ہوگا۔ اگر ہمیں واقعی نظامِ تمدن و اخلاق میں کوئی انقلاب برپا کرنا ہے تو ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ صرف اردو زبان ہی میں نہیں بلکہ متعدد دوسری زبانوں اور خصوصاً دو تین بین الاقوامی زبانوں میں بھی ایسا لٹریچر فراہم کریں، جو اسلامی نظام کی پوری شکل و صورت سے دنیا کو آشنا کرے اور اپنی تنقید سے موجودہ تہذیب و تمدن کی جڑیں اکھاڑ کر دلوں اور دماغوں میں نظامِ اسلامی کی صداقت کا یقین اور اس کے قیام کی خواہش پیدا کر دے۔ نیز ہمیں قرآن، حدیث، فقہ، اور تاریخ اسلام کے متعلق جملہ علوم کی تدوینِ جدید کرنی ہوگی، اور اسی طرح علومِ جدیدہ کو بھی اسلامی نقطۂ نظر سے ازسرِنو مدون کرنا ہوگا۔ یہ کام کیے بغیر ہم ہرگز یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ مجرد کسی عمومی یا عسکری تحریک سے کوئی حقیقی اسلامی انقلاب دنیا کے موجودہ نظامِ تمدن و اخلاق میں رونما ہو جائے گا۔

اس غرض کے لیے ہم کو ایک طرف ایسے صاحبِ فکر و نظر آدمی کی ضرورت ہے جو اس تحقیقی کام کے اہل ہوں، اور ہمارے جماعتی نظم و ضبط کے اندر رہ کر یہ خدمت انجام دے سکیں۔ دوسری طرف ایک عمدہ کتب خانہ درکار ہے اور اس کے ساتھ ایسے ذرائع درکار ہیں جن سے ہم ان خدامِ دین کو سامانِ زیست بہم پہنچا سکیں۔

سرِدست ہم صرف اساسی تعلیم کی درس گاہ قائم کر رہے ہیں۔ اونچے درجوں کے کچھ طلبا اگر اس مرحلہ پر آجائیں تو ہم کوشش کریں گے کہ ان کے لیے بھی ایک عارضی نصاب بنا کر تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کر دیں، لیکن ہمارے نظامِ تعلیم کا حقیقی نشوونما اساسی تعلیم ہی سے ہوگا۔ ذی استطاعت اصحاب سے فی بچہ بیس روپے ماہوار لیے جائیں گے اور کم استطاعت لوگوں سے دس روپے ماہوار، لیکن کم اور زیادہ فیس دینے والے طلبا کے درمیان قیام و طعام وغیرہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہ رکھا جائے گا۔

ان دونوں تعمیری کاموں کے ساتھ ہم دعوتِ عام کا کام بھی پوری قوت کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں، ہماری تعمیری کوششیں بے سود ہو جائیں گی، اگر ساتھ ساتھ ان کی پشت پر ایک مضبوط رائے عام

بھی تیار نہ ہوتی رہے۔ جس طرح مذکورہ بالا تعمیری کاموں کے بغیر کوئی اسلامی انقلاب رونما نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ عامۃ الناس میں اسلام کی دعوت پھیلائے بغیر ایسا کوئی انقلاب برپا ہو سکے۔ ہمیں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ حتی الامکان دنیا کے گوشے گوشے میں اپنی آواز پہنچانی ہوگی۔ کیونکہ آج کسی ایک ملک میں کوئی حقیقی انقلاب واقع نہیں ہو سکتا جب تک کہ وسیع پیمانہ پر بین الاقوامی رائے عام اس کی تائید میں تیار نہ کر لی جائے۔ اس قسم کی دعوتِ عام شروع کرنے کے لیے ابتداً ضروری ہے کہ چھوٹے پیمانہ پر ایک محدود حلقہ میں کچھ نمونہ کا کام کیا جائے، اور داعیوں کی اخلاقی و عملی تربیت کر کے اس حلقہ میں اُن سے کام لیا جائے تاکہ آئندہ وسیع پیمانہ پر دعوت پھیلانے کی راہ کھل جائے۔

اب اس کارِ عظیم کے لیے جو ذرائع مطلوب ہیں، ان کی بہم رسانی دو ہی صورتوں سے ممکن ہے، ایک یہ کہ جو لوگ جماعتِ اسلامی میں شریک ہوتے ہیں، اور جو لوگ اس کے نصب العین سے ہمدردی رکھتے ہیں، وہ اس راہ میں مالی قربانیاں کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں، اور ان باطل پرستوں سے سبق لیں، جو آج اپنے باطل نظریات کا اقتدار قائم کرنے یا قائم رکھنے کے لیے کروڑوں پونڈ روزانہ آگ میں پھونک رہے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہماری جماعت میں جو لوگ کسی قسم کے صنعتی یا تجارتی کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں، وہ یہاں آئیں اور اپنی قابلیت سے کام لے کر دولت پیدا کریں، اور اس کا ایک حصہ اپنی ذات پر اور دوسرا حصہ اپنے مقصدِ زندگی کی خدمت پر صرف کریں۔ اسی غرض کے لیے ہم نے اپنے پروگرام میں ایک مدِ معاشی تدابیر کی بھی رکھی ہے۔ یہاں زمین بافراط موجود ہے اور نہایت شاداب و زرخیز ہے، بجلی موجود ہے، بڑی بڑی منڈیاں قریب ہیں، ذرائع حمل و نقل جنگی مشکلات کے باوجود اس وقت تک یہاں دستیاب ہو رہے ہیں۔ متعدد زراعتی، صنعتی اور تجارتی کام قلیل یا کثیر سرمایہ سے یہاں شروع کیے جا سکتے ہیں۔ اس باب میں ہم ہر ایک خواہش مند کو اس کے حالات کے مطابق مشورہ دیں گے اور جس قدر سہولتیں مرکزی ادارہ کی طرف سے بہم پہنچائی جا سکتی ہیں وہ پہنچائی جائیں گی۔

ابوالاعلیٰ مودودیؒ